SYNOPSIS

جموں و کشمیر میں افسانچہ نگاری کی روایت

Jammu wa Kashmir Afsancha Nigari Ke Riwayat

فیکلٹی آف لینگویجز دیش بھگت یونیورسٹی
میں پیش کیا گیا مجوزہ خاکہ برائے پی ایچ.ڈی اُردو

نگران

ڈاکٹر سالک جمیل براڑ
اسسٹنٹ پروفیسر

مقالہ نگار

مزمّل حمید
رجسٹریشن نمبر : 1203211663
رول نمبر : 20RCPHDU0001

DBU Desh Bhagat University
Research Innovation Entrepreneurship
1972

شعبۂ اُردو دیش بھگت یونیورسٹی، منڈی گوبند گڑھ (پنجاب)

تمہید:

ادب انسانی تجربات کا نچوڑ ہوتا ہے کیونکہ انسان دنیا میں جو کچھ دیکھتا ہے، جو تجربات کرتا ہے، جو سوچتا ہے اس کے ردّعمل کا اظہار ادب کی شکل میں کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ادب زندگی کے وسیع ترین مسائل کا احاطہ کرتا ہے اور اس کے ذریعہ پروان چڑھتا ہے۔

اس بات پر ہر کسی کو اتفاق ہے کہ ادب کی بنیاد بنی نوع انسان سے دنیا میں قدم رکھنے کے ساتھ ہی پڑی، جب لوگ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے تو وہ ایک دوسرے سے اپنی بہادری کے کارنامے بیان کرتے، کہانیاں کہتے، جنّوں اور پریوں کی داستانیں سُناتے، محبت کا اظہار کرتے، دیوی دیوتا، جن و پری، پرندے اور جانور، پیڑ اور پودے اِن قصوں کے کردار بن جاتے یہیں سے ادب کی شروعات ہوئی، لیکن ان داستانوں اور قصّے کہانیوں کا حقیقی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوا کرتا تھا۔

لہٰذا زندگی میں بدلاؤ، تیز رفتاری اور حقیقت پسندی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ضروری تھا کہ ادب میں بھی بدلاؤ لایا جائے۔ اسی وجہ سے انسان نے داستانوں سے نکل کر پہلے ناول، پھر طویل کہانی، مختصر افسانہ اور اس کے بعد افسانچہ تک کا طویل سفر طے کیا گویا کہ زمانے کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ ادبی دنیا بھی نئی نئی اصناف کو وجود میں لاتی رہی اور داستان سے لے کر افسانچے تک کا سفر کرتے ہوئے اس نے کئی نشیب و فراز دیکھے ہیں۔

آج داستانیں لکھنے سُننے سُنانے کا رواج نہ ہونے کے برابر ہے۔ البتہ ناول، ناولٹ اور افسانے لکھنے کا رواج تا حال جاری ہے۔ لیکن بیسویں صدی کے بعد جس صنف نے پیر پھیلانے شروع کئے وہ افسانچہ یا منی افسانہ ہے۔

افسانچہ کم سے کم الفاظ اور کم سے کم سطور میں بیان کیا جاتا ہے یعنی مختصر ترین کہانی کو افسانچہ کہتے ہیں۔

بقول ڈاکٹر عظیم راہی:

''افسانچہ ادب کی وہ نثری صنف ہے جس میں کم سے کم لفظوں میں کم سے کم سطروں میں ایک طویل کہانی مکمل کرلیں۔ افسانچہ زندگی کے کسی چھوٹے سے لمحے کی تصویر دکھا کر ایک مکمل کہانی قاری کے ذہن میں شروع کردینے کا نام ہے۔''

(اُردو میں افسانچہ کی روایت۔تنقیدی مطالعہ، ص۵۹)

اُردو ادب میں افسانچہ نگاری کا آغاز سعادت حسن منٹو کے ہاتھوں ہوا۔ ''سیاہ حاشیے'' اردو کا اولین افسانچوں کا مجموعہ ہے جو اکتوبر 1948ء میں پہلی بار شائع ہوا اور اس میں کُل 32 افسانچے شامل ہیں۔ سعادت حسن منٹو کے یہ افسانچے تقسیم وطن کے خونی سانحات کو سمیٹے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر اسلم جمشید پوری کی تحقیق سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سعادت حسن منٹو کے سیاہ حاشئے کے عہد میں لفظ ''افسانچہ'' رائج نہیں ہوا تھا بلکہ اس کے لئے منی کہانی، منی افسانہ ومختصر ترین افسانہ وغیرہ الفاظ کا استعمال کیا جاتا تھا۔ لفظ ''افسانچہ'' 1962ء میں جوگیندر پال نے رائج کیا ہے وہ اس ضمن میں لکھتے ہیں:

''افسانچے کے اختصار کا اہم ترین پہلو یہی ہے کہ اس کے معانی افسانچہ نگار کے دو ٹوک فیصلے کی بجائے قاری کے تخلیقی تجسس سے انجام پاتے ہیں۔''

ان حقائق کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ سعادت حسن منٹو کے ہاتھوں اردو افسانچہ نگاری کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد جوگیندر پال نے اس صنف میں قدم رکھا۔ جوگیندر پال نے باقاعدہ طور پر اس صنف کو اپنایا اور ان کے افسانچوں کا پہلا مجموعہ ''میں کیوں سوچوں'' ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا۔ قابل ذکر ہے کہ جوگیندر پال نے اس کتاب کے افسانچوں کو طمانچہ کے نام سے شائع کیا تھا۔ جوگیندر پال کے ہم عصر افسانہ نگاروں میں خواجہ احمد عباس، کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی، رام لعل، شین مظفر پوری، بشیشر پردیپ، ہرچرن چاولہ، واجدہ تبسم، عطیہ پروین اور جیلانی بانو نے زیادہ نہ سہی لیکن فیشن کے طور پر افسانچے ضرور تخلیق کئے۔

بیسویں صدی کی ساتویں دہائی میں اردو افسانچہ نگاری کو مزید تقویت ملی۔ نیم ادبی ماہنامہ ''شمع'' دہلی میں ''مختصر

مختصراسی صفحے میں مکمل‘ ‘ کے عنوان سے افسانچے شائع ہونے شروع ہوئے۔قابل ذکر ہے کہ ’’شمع‘‘ میں شائع ہونے والے یہ افسانچے بہت معیاری اور کہانی پن سے پُر ہوتے تھے۔جن کی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے اس دور کے دوسرے فلمی ونیم ادبی رسائل فلمی ستارے، گلفام، کہکشاں اور مووی اسٹار نے بھی افسانچے چھاپنے شروع کئے۔قابل ذکر ہے کہ ماہنامہ ’’شاعر‘‘ بمبئی واحد ادبی رسالہ تھا جس نے افسانچوں کو قبولیت کا شرف بخشا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے افسانچوں کے مجموعوں کا سیلاب سا آ گیا۔رتن سنگھ کا ’مانک موتی‘، ۱۹۷۸ء میں طالب زیدی کا ’’پہلا پتھر‘‘، ۱۹۷۸ء میں ڈاکٹر ایم آئی ساجد کا ’’آواز کا پتھر‘‘، ۱۹۷۸ء میں شیخ رحمٰن آکولوی کا ’’عکس شعور‘‘، ۱۹۸۳ء میں رونق جمال کا ’’قتل کا موسم‘‘، ۱۹۸۴ء میں عارف خورشید کا ’’یادوں کے سائبان، ۱۹۸۷ء میں عظیم راہی کا ’’پھول کے آنسو‘ ، ۱۹۸۹ء میں اشفاق احمد کا ’’یہ دھواں کہاں سے اٹھتا ہے‘‘، شکیل سعید کا ’’ایک ادھوری نظم‘‘، ۱۹۹۴ء میں محمد قیوم میئو کا ’’رشتوں کا کرب‘‘، اور ۱۹۹۶ء میں قاضی مشتاق احمد کا ’’قطرہ قطرہ‘‘ وغیرہ افسانچوں کے مجموعے شائع ہوئے۔

اردو دنیا کے دوسرے خطوں کی مانند جموں وکشمیر کے فکشن نگاروں نے بھی افسانچہ نگاری کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیں ہیں۔اب تک کی تحقیق کے مطابق ریاست کے پہلے افسانچہ نگار معروف فکشن نگار عمر مجید ہیں۔سلیم سالکؔ نے اپنی مرتب کردہ کتاب ’’عمر مجید کے بہترین افسانے‘‘ کے آخر میں ’’مختصر افسانے‘‘ کے عنوان کے تحت عمر مجید کے مندرجہ ذیل آٹھ افسانچے شامل کئے ہیں۔

۱۔ ڈال اور ڈالر	۲۔ یومِ شہدا	۳۔ قومی شاہراہ
۴۔ رفتار	۵۔ جرمانہ	۶۔ سستی چیز
۷۔ راشِننگ	۸۔ اونچی موت	

عبدالماجد ڈار نے اپنے تحقیقی وتنقیدی مقالے میں ’’عمر مجید بحثیت افسانہ نگار ایک تحقیقی اور تجزیاتی مطالعہ‘ میں عمر مجید کی افسانچہ نگاری کا احاطہ یوں کیا ہے:

’’عمر مجید نے اردو فکشن کی دیگر اصناف کے ساتھ ساتھ افسانچہ نگاری کے میدان میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ حالانکہ عمر مجید نے بہت کم افسانچے تخلیق کیے ہیں یا پھر یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ان کے چند افسانچے ہی قاری اور نقاد تک پہنچ پائے ہیں۔ یہ افسانچے لطیفے، اقوال زرین یا پھر حکایت نہ ہو کر مکمل افسانچے ہیں جو فن افسانچہ نگاری کے سبھی لوازمات سمیٹے ہوئے ہیں۔ ان کے افسانچوں کو پڑھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ کاش عمر مجید کچھ اور افسانچے لکھتے تو آج ان کا اردو کے بہترین افسانچہ نگاروں میں شُمار ہوتا۔‘‘

میری اب تک کی تحقیق کے مطابق جموں کشمیر کے مندرجہ ذیل قلم کاروں نے فکشن کی دوسری اصناف کے ساتھ ساتھ افسانچہ نگاری میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ جن کے افسانچے مقامی رسائل و جرائد کے ساتھ ساتھ ملک و بیرون ملک کے رسائل کی زینت بن چکے ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ یہاں کے کئی افسانچہ نگاروں کے افسانچوں کے مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں بہت سے افسانچہ نگاروں نے اپنے افسانوی مجموعوں میں افسانچے بھی شائع کئے ہیں۔ جموں وکشمیر کے افسانچہ نگاروں کی نامکمل فہرست مندرجہ ذیل ہے:

۱۔عمر مجید	۲۔نور شاہ	۳۔ڈاکٹر فیض قاضی آبادی
۴۔ڈاکٹر ریاض توحیدی	۵۔شبیر مصباحی	۶۔ڈاکٹر نیلوفر ناز نحوی
۷۔مشتاق مہدی	۸۔وریندر پٹواری	۹۔شفیع احمد دراس
۱۰۔یوسف راجہ	۱۱۔انیس معشوق	۱۲۔پرویز مانوس
۱۳۔ڈاکٹر مشتاق احمد وانی	۱۴۔رئیس احمد کمار	۱۵۔عادل نصیر
۱۶۔شبیر اظہر	۱۷۔۔شمینہ صدیق شمی	۱۸۔روف قیامی
۱۹۔غضنفر کھوکھر	۲۰۔زبیر قریشی	۲۱۔آزاد دسنوی

۲۲۔نسیم گورکو ۲۳۔بشیر تلگامی

موضوع کے مقاصد، اہمیت اور افادیت:

ادب چاہیے وہ کسی بھی زبان کو ہو یا کسی بھی اصناف میں ہو زندگی کا حصہ ہوا کرتا ہے یا یوں کہئے کہ ہماری زندگی ثقافت اور تاریخ ادب میں محفوظ ہوا کرتی ہے اسی لئے زندگی کی تیز رفتاری اور تبدیلی کے ساتھ ساتھ ادب میں تبدیلی و تغیر پیدا ہوا۔ انسان جب تک حیات اجتمائی کے بالکل ابتدائی دور کوہ بیاباں میں گزرا رہا تھا تو اس روداد کو دوسروں تک پہنچانے کی خواہش نے اسے داستانوں کی دنیا میں پہنچا دیا اور جب انسان نے کی۔ بیاباں سے نکل کر اور سنگ خار کی سختیوں سے اپنا رشتہ توڑ کر لہلہاتے کھیتوں سے اپنا ناتا جوڑا تو اس کی کہانیوں کا انداز بھی بدلا تو صنف ناول کو وجود بخشا۔ اس صنف نے تخیل اور تصویر کی دنیا ہمسائے کے بجائے حقیقت کی دنیا میں قدم رکھنا سیکھا یا یعنی کہانی تو محض دلچسپی اور تفریح کی چیز سمجھنے کے بجائے اسے معاشرتی زندگی کے مقاصد کا حاصل اور علمبردار بنانے کی تعلیم دی۔

لیکن وقت میں پہلا سا پھیلاؤ باقی نہ رہنے کی وجہ سے انسان کو اپنے تفریحی مشاغل میں کاٹ چھانٹ کرنی پڑی کیونکہ انسان کے مزاج میں کہانی سننے کا چسکا ہمیشہ سے تھا۔ نتیجے کے طور پر انسان ایک نئ صنف افسانے کا طلبگار ہوا جو زندگی اور فن کو اس طرح سمجھتے کہ انسان کو اس سے ذہنی سرور و مسرت کا سرمایہ بھی ہاتھ لگے، زندگی کے مسائل کو حل کرنے اور اپنے ماحول کو حسین تر بنانے کی آرزو بھی پوری ہو اور اس کے باوجود اتنی مختصر ہو کر وقت پر اس کی گرفت مضبوط رہے۔ وہ اپنے بے شمار مشاغل میں سے بھی کہانی پڑھنے کا وقت نکال سکے۔ زمانے کے یہ سب تقاضے اور انسان کی یہ سب ضرورتیں افسانہ کی تخلیق کی بنیاد بنیں۔ لیکن اردو ادب کے اس سفر نے یہیں پہ رکنا مناسب نہ سمجھا بلکہ زمانے کی تیز رفتاری اور انسان کی مشغولیت کو دیکھ کر ایک نئ صنف افسانچہ کو بھی وجود بخشا۔

اردو افسانچہ نگاری کی تاریخ میں 1948ء کا سال ایک اہم سنگ میل ہے۔ یہ سال مختصر مختصر افسانے (افسانچے) کی زندگی کے شباب اور اس کے فنی عروج کا بہترین زمانہ رہا اور اس طرح اب افسانچہ پر یہ ذمہ داری بھی

پڑی کہ وہ زندگی کی خدمت گزاری۔

ادب کا تعلق زندگی سے بہت گہرا ہے۔ شعر گوئی ہو یا پھر کہانی اس کا تعلق ہماری زندگی کے کسی نہ کسی پہلو کے ساتھ ضروری ہوتا ہے کیونکہ ادب تو سماج کا ہی ایک حصّہ ہوتا ہے لیکن جب ہم اصنافِ ادب کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہماری زندگی کے ساتھ جس صنف کا ساتھ سب سے زیادہ اور سب سے گہرا تعلق ہے وہ ہے افسانچہ۔ افسانچہ میں کسی مختصر کہانی کو پیش کیا جاتا ہے جس کا تعلق کسی نہ کسی طرح ہماری زندگی کے ساتھ ضرور ہوتا ہے اور دورِ حاضر میں چونکہ ہر انسان کے پاس وقت کی قلت ہے اور اُس کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ کسی داستان یا ناول کا مطالعہ کر سکے یہی وجہ ہے کہ افسانچہ نگاری کو مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔

افسانچہ کہانی کی ایک نئی اور مختصر ترین شکل ہے۔ جس میں واقعہ انتہائی مختصر مگر تاثر گہرا ہونا بے حد ضروری ہے۔ فنی اعتبار سے افسانچے میں انکسار اور اختصار کے ساتھ ساتھ اس کے تمام اجزا میں متناسب ہوتے ہیں۔ جدید دور میں انسان اتنا مصروف اور خودغرض ہو چکا ہے کہ وہ چند لمحوں کے لئے بھی کسی کے غم یا خوشی میں شریک نہیں ہوتا۔ یہ انسان کی صورت حال کا انتہائی دردانگیز پہلو ہے۔ لوہے کی مشینوں کے ساتھ رہ کر انسان بھی بے حس ہو چکا ہے اس طرح کی صورتِ حال کو افسانچے میں بیان کرنے کیلئے افسانچہ کی صنف بہترین ثابت ہو رہی ہے اور ہماری نئی نسل کو دور جدید میں جبکہ تفریح کے بے شمار نئے نئے ذرائع رائج ہو چکے ہیں، ادب کے ساتھ جوڑے رکھنے میں یہ صنف اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

اس موضوع پر جموں و کشمیر کے حوالے سے اب تک کوئی تحقیقی و تنقیدی کام نہیں ہے۔ لہٰذا راقم الحروف نے ''جموں و کشمیر میں افسانچہ نگاری کی روایت'' کے موضوع پر مقالہ لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ اُمید ہے کہ میرے اس مقالے سے جہان اردو افسانچہ نگاری میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوگا وہیں جموں و کشمیر کے افسانچہ نگاروں کو پوری اردو دنیا میں روشناس کروانی کی کوشش بھی کی جائے گی۔

یہ مقالہ ''جموں و کشمیر میں افسانچہ نگاری کی روایت'' مندرجہ ذیل ابواب پر مشتمل ہوگا۔

باب اول : اُردو میں افسانچہ نگاری کا آغاز وارتقاء

باب دوم : جموں وکشمیر میں افسانچہ نگاری کی روایت

باب سوم : جموں وکشمیر کے مشاہیر افسانچہ نگار

۱۔عمر مجید ۲۔نذیر مشتاق ۳۔دیپک بدکی

۴۔ڈاکٹر فیض قاضی آبادی ۵۔وریندر پٹواری ۶۔راجہ یوسف

۷۔طارق شبنم ۸۔غضنفر کھوکھلر

باب چہارم : جموں وکشمیر کے افسانچہ نگاروں کی تحریروں کا تنقیدی جائزہ

باب پنجم : جموں وکشمیر میں افسانہ نگاری کا مستقبل

حاصل مطالعہ

کتابیات

منتخبہ موضوع کے لیے جن کُتب ورسائل سے مواد کی فراہمی ہوسکتی ہے ان کا ذکر درج ذیل پیش کیا گیا ہے۔ جب کہ مطالعہ کے بغیر کتابیات میں کتب ورسائل کو شامل کر لینا قدرِ مشکل کام ہے کیوں کہ جب تک موضوع مکمل نہیں ہوتا ہے اس وقت تک کتب ورسائل کی پوری نشاندہی نہیں ہوسکتی ہے۔ دورانِ تحقیق جن کتب ورسائل سے استفادہ کیا جائے گا انہیں راقم کتابیات میں شامل کرتی رہے گی۔ اس وقت اُردو فکشن اور اردو افسانچہ نگاری کے متعلق درج ذیل کتابیں میرے مطالعے میں ہیں۔

☆☆☆

کتابیات

نمبر	مصنف کا نام	کتاب کا نام	سن اشاعت
1۔	فردوس احمد بٹ	ڈاکٹر عظیم راہی بحیثیت افسانچہ نگار	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی (۲۰۱۹ء)
2۔	محمد علیم اسماعیل	افسانچے کا فن	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤسد دہلی (۲۰۲۱ء)
3۔	سالک جمیل براڑ / غلام نبی کمار	پنج آب گوشہ بشیر چراغ	براڑسنز مالیرکوٹلہ جولائی (۲۰۱۹ء)
4۔	سالک جمل براڑ / غلام نبی کمار	پنج آب نئی نسل تحقیق وتنقید نمبر	براڈرسنز مالیرکوٹلہ اگست (۲۰۱۸ء)
5۔	ڈاکٹر محمد ذاکر نعمانی	چنگاریاں، محمد رفیع الدین مجاہد	نعمانی ہاؤس، فردوس کالونی اکولہ مہاراسٹر (۲۰۱۰ء)
6۔	محمد بشیر مالیرکوٹلوی	افسانہ، افسانچہ تکنیکی تناظر میں (تنقیدی مضامین)	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی (۲۰۱۵)
7۔	سالک جمیل براڑ / محمد ناصر آزاد	کہانی گھر (افسانہ کلب کی افسانوی خدمات)	براڑسنز مالیرکوٹلہ (۲۰۱۳ء)
8۔	خالد بشیر تلگامی	دُکھتی رگ	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی (۲۰۲۱ء)

9۔	ڈاکٹر نذیر مشتاق	تنکے	جی این کے پبلی کیشنز، چرار شریف کشمیر (۲۱۔۲۰۲۰ء)
10۔	سالک جمیل براڑ رغلام نبی کمار	پیچ آب۔۲	براڑ سنز مالیرکوٹلہ، اپریل (۲۰۱۹ء)
11۔	راجہ یوسف	نقش فریادی	جی این کے پبلی کیشنز، کشمیر
12۔	وریندر پٹواری	تماشائی	جی این کے پبلی کیشنز، کشمیر (۲۰۲۲)
13۔	رئیس احمد کمار	تسکین دِل	جی این کے پبلی کیشنز، کشمیر (۲۰۲۲)
14۔	محمد فاروق	اردو افسانچہ فنی و تکنیکی مطالعہ	گریٹ بک کنٹریکٹر، دہلی

اخبار و رسائل

ماہنامہ ''شاعر''، ممبئی	ماہنامہ شاعر کے اردو افسانچہ نگاری نمبر
ماہنامہ ''اردو دنیا''، نئی دہلی	قومی کونسل برائے فروغ ادب، نئی دہلی
ماہنامہ ''نیا دور''، لکھنو	پبلک ریلیشن ڈیپارٹمنٹ، یو پی گورنمنٹ
ماہنامہ ''ایوان اردو''، نئی دہلی	دہلی اردو اکیڈمی، دہلی۔٦